مولای صل وسلم دائماً ابداً — درسِ حدیث — علیٰ حبیبک خیر الخلق کلهم

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت اور غار کے ساتھی زاہد و امین
حضرت عمر رضی اللہ عنہ قوی اور امین فارق بین الحق والباطل
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شرم و حیا کا پیکر
حضرت علی کرم اللہ وجہہ راہ مستقیم بتلانے والے

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۲۷، سائیڈ اے ۱۸-۱۰-۸۳

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمّد وآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد! عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ تُؤَمِّرُ بَعْدَکَ قَالَ اِنْ تُؤَمِّرُوْا اَبَا بَکْرٍ تَجِدُوْہُ اَمِیْنًا زَاھِدًا فِی الدُّنْیَا رَاغِبًا فِی الْاٰخِرَۃِ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ تَجِدُوْہُ قَوِیًّا اَمِیْنًا لَا یَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عَلِیًّا وَلَا اَرَاکُمْ فَاعِلِیْنَ تَجِدُوْہُ ھَادِیًا مَّھْدِیًّا یَّاْخُذُ بِکُمُ الطَّرِیْقَ الْمُسْتَقِیْمَ

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰہُ اَبَا بَکْرٍ زَوَّجَنِیْ اِبْنَتَہٗ وَحَمَلَنِیْ اِلٰی دَارِ الْھِجْرَۃِ وَصَحِبَنِیْ فِی الْغَارِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِّنْ مَّالِہٖ رَحِمَ اللّٰہُ عُمَرَ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا تَرَکَہُ الْحَقُّ وَمَا لَہٗ مِنْ صَدِیْقٍ رَحِمَ اللّٰہُ عُثْمَانَ یَسْتَحْیِیْ مِنْہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ رَحِمَ اللّٰہُ عَلِیًّا اَللّٰھُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ دَارَ[1]

ترجمہ : "حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (ایک مرتبہ) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے کسی نے سوال کیا کہ یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ! آپ کے بعد ہم کس کو اپنا امیر

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۷

د سربراہ بنائیں ؟ آپ نے فرمایا ! اگر تم میرے بعد ابوبکر کو اپنا امیر بناؤ گے تو ان کو امانتدار اور دُنیا سے بے پروا اور آخرت کی طرف راغب پاؤ گے اور اگر عمر کو اپنا امیر بناؤ گے تو اُن کو (بارِ امانت اُٹھانے میں) بہت مضبوط، امین اور اُن کو اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے بے خوف پاؤ گے اور اگر علی کو اپنا امیر بناؤ گے درانحالیکہ میرے خیال میں تم ان کو (اختلاف و تنازع کے بغیر) اپنا امیر بنانے والے نہیں ہو تاہم جب بناؤ گے تو اُن کو راہِ راست دکھانے والا (یعنی مکمل مُرشد) بھی پاؤ گے اور کامل ہدایت یافتہ بھی جو تمہیں صراطِ مستقیم پر چلائیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ! اللہ تعالیٰ ابوبکر پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اُنھوں نے اپنی بیٹی (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کا نکاح مجھ سے کردیا اور اپنی اُونٹنی پر سوار کر کے مجھ کو دار ہجرت (یعنی مدینہ منورہ) لے آئے (سفر ہجرت کے دوران) غارِ ثور میں میرے ساتھ رہے اور اپنے مال سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو (خرید کر) آزاد کیا (اور میری خدمت میں دے دیا) اللہ عمر پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے وہ جو بات کہتے ہیں خواہ کسی کو تلخ ہی کیوں نہ لگے اور حق گوئی نے اُن کو اس حال پر پہنچا دیا کہ ان کا کوئی دوست نہیں، اللہ تعالیٰ عثمان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے ان سے تو فرشتے بھی حیا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ علی پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اے اللہ ! حق کو علی کے ساتھ رکھ کہ جدھر علی رہے ادھر ہی حق رہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت ذکر ہو رہی تھی، اُس میں یہ تھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا :

اِنْ تُؤَمِّرُوْا اَبَا بَكْرٍ اور تم ابوبکر کو امیر بنالو گے تو انھیں تم نہایت امانت دار پاؤ گے کہ خدا کے مال میں یا حقوق میں خیانت نہیں کریں گے، مالی خیانت ہو یا حقوق کی دونوں ہی قسم کی خیانتیں، خیانتیں ہی ہیں۔

زاہد وہ ہے جس کے دل میں دُنیا کی محبت نہ ہو

زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا فِي الْاٰخِرَةِ دُنیا میں وہ زاہد یعنی دُنیا سے کوئی لگاؤ نہیں ہے اور یہی میں نے عرض کیا تھا کہ حضرت سُلیمان علیہ السلام باوجود اس کے کہ پُوری دُنیا پر اُن کی حکومت تھی لیکن وہ زاہد تھے، یعنی اُن کو کسی چیز سے لگاؤ نہیں تھا دنیا کی کسی چیز سے ان کو ایسی محبت نہیں تھی کہ جو

خدا کی راہ میں اُس کے احکام کی اطاعت میں حائل ہوتی ہو یہ چیز ہر گز نہ تھی تو وہ زاہد ہوئے چاہے کتنی ہی بڑی دولت ہو کتنی زیادہ دولت ہو اور چاہے کتنی ہی بڑی حکومت ہو، اب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ نے زاہد فرمایا۔ زاہد ہیں۔

گوشہ نشین ہو کر بیٹھنے والا زاہد نہیں ہوتا

وہ آدمی جو ترکِ دُنیا کر کے گوشہ نشین ہو جائے اُس کو زاہد نہیں کہا گیا بلکہ اُس کو منع کیا گیا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ آدمی اگر ایک طرف ہو کر بیٹھ بھی جائے اور اُس کے ذہن میں دُنیا کی محبت ہو، یہاں والوں کے خیالات اشہر والوں کے خیالات؛ آبادی والوں کے خیالات سمائے رہیں دماغ میں تو باوجود اس کے کہ وہ ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا ہے۔ پھر بھی حقیقتاً وہ وہاں نہیں ہے۔

ہجرت سے منع کرنے کی وجہ

اسی واسطے ہمارے حضرات کہتے ہیں کہ (بلا شرعی ضرورت کے) ہجرت نہیں کرو (مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کی طرف) ہجرت کی نیت نہ کرو، اگر کوئی جا بھی رہا ہے وہاں رہنا چاہتا ہے تو چلا جائے رہ لے وہاں، ہجرت کی نیت نہ کرے کیونکہ ہجرت کی نیت اگر کرے گا اور جی نہ لگا خدا نخواستہ تو ہجرت کے چھوڑنے کا گناہ ہوگا اور وہ تارکِ ہجرت ہو جائے گا جو گناہ ہے، دوسری بات یہ ہے کہ وہاں جانے کے بعد اگر اُسے پھر یہاں کی یاد آتی رہی تو یہ بہت بُری بات ہے بہ نسبت اس کے کہ آدمی یہاں رہے اور یاد وہاں کی آتی رہے یہ بہت اچھی بات ہے تو جانے کو رہنے کو منع نہیں کرتے مگر وہاں پہ ہمیشہ رہ جانے کی نیت کر لینی یہ نبھانی مشکل ہو جاتی ہے اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ بہتر نہیں ہے ارشاد فرمایا کہ اگر تم ابو بکر کو امیر بنالو گے تو تم ان کو نہایت امانت دار، دُنیا میں زاہد اور آخرت کی طرف راغب پاؤ گے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور اُن کے تصرفات کی نوعیت

اس ذیل میں پچھلی دفعہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا تھا اور اُس میں مَیں نے آپ کو واقعات بتلائے تھے کہ اُنھوں نے مالی تصرفات ایسے کیے جن پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اعتراض تھا یہ نہیں تھا کہ اُن کی کمائی ناجائز تھی یا ناجائز طرح اُنھوں نے لے لیا بلکہ خرچ اُس انداز سے کیا کہ جس انداز سے غیر مُسلم متمول لوگ کیا کرتے تھے یا نواب کیا کرتے تھے یا بادشاہ کیا کرتے تھے وہ پسند نہیں تھا اُن کو ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آدھا مال لے لو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے آدھا مال لے لیا حتّٰی کہ دو جوتے تھے ایک جوتا لے لیا، کوئی چیز نہیں چھوڑی آدھی کر ڈالی، بالکل اطاعت کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جیسے اُنھوں نے حکم بھیجا اور یہ فرمایا

جنگ کے معاملات میں اِن سے مشورہ لیتے رہو۔ امیر نہ بناؤ اِن کو، لیکن میں آپ کو بتانا چاہتا تھا (پچھلے درس میں) اور بیچ میں رہ گئی تھی بات، دوسری دفعہ جب ہُوا تو حضرت عمرؓ نے بلایا اپنے پاس اور حساب کیا اور فرمایا کہ جو ساٹھ ہزار سے زیادہ ہیں وہ تمہارے اور ساٹھ ہزار بیت المال کے حق میں انکا مال ضبط کر لیا اور پھر فرمایا کہ تم میرے نزدیک بڑے عزیز ہو بڑے ہی محبوب ہو اور آئندہ کبھی تمہیں میری طرف سے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا معاملہ یہ کہ وہ مال رکھتے ہی نہیں تھے اپنے پاس خرچ کر دیا کرتے تھے۔ ان کے خلاف بددیانتی کا کوئی ثبوت ملتا ہی نہیں۔

وہ بھی زاہد ہی تھے ایک طرح کے مگر خرچ کرنے کا انداز جو تھا وہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو پسند نہیں تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گوارا کر لیا تھا اور اجازت دے دی تھی اُس کی لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اِس معاملہ میں بہت زیادہ سخت رہے ہیں اُنھیں وہ پسند ہی نہیں تھا تو اُنھوں نے یہ کیا۔

حضرت خالدؓ کی بزرگی

میں حضرت خالدؓ کی بزرگی کی بات بتلانی چاہتا تھا۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی بھی بات بتانا چاہتا تھا کہ ایک دفعہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقات وصول کرنے کے لیے آدمی بھیجے وہ گئے تو ان میں سے تین آدمیوں نے انکار کر دیا، ایک ابن جمیل ایک آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ ایک حضرت خالدؓ آ کر اُنھوں نے عرض کیا کہ تین نے انکار کر دیا۔ اُنھوں نے نہیں دیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَمَّا خَالِدٌ فَاِنَّکُمْ تَظْلِمُوْنَ خَالِدًا یہ خالد جو ہیں تم اِن کے ساتھ زیادتی کر رہے ہو کیونکہ اُنھوں نے اِحْتَبَسَ اَدْرَاعَہٗ وَاَعْتُدَہٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُنھوں نے جو سامان تھا وہ خدا کی راہ میں صرف کر ہی دیا اُن سے کچھ اور مانگنا ٹھیک نہیں ہے، ہو تو دیں، ہے ہی نہیں اُن کے پاس جو ہے خدا کی راہ میں وقف کر ہی رکھا ہے۔

حضرت عباسؓ نے صدقہ پیشگی دیا ہُوا تھا

حضرت عباسؓ کے بارے میں فرمایا ہے یہ عَمُّ رسولِ اللّٰہِ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں، بس اتنا فرمایا دوسری حدیثوں میں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عباس پیشگی دے چکے تھے اور خفیۃً دے چکے تھے اُس کا پتہ نہیں تھا لوگوں کو، اور پیشگی دو سال کا دیا۔

مالداری اور نافرمانی

ابن جمیل کو فرمایا کہ ابن جمیل کے لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرما دی تھی وہ بہت بدحال تھا بہت خوش حال ہو گیا جب بہت زیادہ خوش حال ہو گیا

تو بس اُسی میں مگن ہوگیا ، مشغول ہوکر رہ گیا تو اُس نے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ بس اُس کے دل میں پھر بھی ہے کہ اَغْنَاہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ کہ اللہ اور رسول نے اُسے بس مستغنی کیا ہے اس لیے وہ نہیں دیتا اُس کی توجہ کوئی نہیں ہے سوائے اِس کے کہ وہ مستغنی ہونے کی وجہ سے نافرمانی میں پڑ گیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا تقرب اور زہد

اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت کوئی ترکہ وغیرہ ایسا نہیں ہے کہ جو کہا جائے کہ غیر معمولی تھا کوئی چیز اُن کے پاس ایسی نہیں تھی بلکہ کم ہونا آتا ہے اور جہاں تک اُن کے مقرب ہونے کا تعلق ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرب تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مقرب ہوگا وہ اللہ کا بھی ہوگا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا توکل اور ولایت

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الخراج میں واقعہ لکھا ہے کہ جب یہ عراق کا علاقہ فتح کر رہے تھے اور ایک جگہ پہنچے تو اُن لوگوں کی طرف سے گفتگو کے لیے ایک آدمی آیا جو بڑی عمر کا تھا اُس سے اِنہوں نے بات چیت کی ، اُس سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تمہارے ہاتھ میں کیا چیز ہے ؟ اُس نے کہا یہ زہر ہے کہا یہ کس لیے لائے ہو ؟ اُس نے کہا کہ یہ اس لیے لایا ہوں کہ اگر مَیں گفتگو میں کامیاب نہ ہوا تو مَیں واپس جاؤں گا ہی نہیں اُن کو مُنہ ہی نہ دکھاؤں گا اور یہ زہر کھا کر مر جاؤں گا اور اگر میں کامیاب ہوگیا۔ پھر واپس چلا جاؤں گا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے وہ زہر لے لیا اور بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ یہاں تک جملہ تحریر فرماتے ہیں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ؛ اور وہ زہر خود استعمال کر لیا اور کوئی اثر نہیں ہُوا ، تو جو بڑی عمر کا آدمی تھا تجربہ کار بُوڑھا وہ واپس گیا اور جا کر اُس نے کہا کہ یہ لوگ اِس قسم کے ہیں کہ زہر بھی اثر نہیں کرتا اور ان سے لڑنا ٹھیک ہے ہی نہیں ، تو مصالحت کر لیا کرتے تھے کفار یعنی ہتھیار ڈال دیا کرتے تھے ایک طرح سے تو وہ بہت بڑے ولی تھے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے متعلق ، ان چیزوں سے جو ذکر میں آجاتی ہیں کہیں کہیں آدمی کے ذہن میں کوئی بُرا خیال بھی آسکتا ہے اِس لیے مَیں نے اُن کی فضیلت کے بارے میں چند چیزیں ذکر کیں۔

ہمیشہ غالب رہنے کی وجہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو سیف اللہ فرمایا ہے اللہ کی تلوار تھے بھی وہ اِسی طرح کہ جس جگہ بھی گئے ہیں اللہ نے اُن کو کامیابی دی ہے اور سب پر غلبہ دیا۔ جو بھی اُن کے مقابلہ میں آیا ہے اُس پر وہ غالب رہے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضؓ کی تعریف

(تو بات یہ چلی تھی کہ) آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت میں آتا ہے یہ کہ آپ نے ایک جگہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا رَحِمَ اللّٰہُ اَبَا بَکْرٍ اللہ تعالیٰ ابوبکر پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا رہے زَوَّجَنِیْ اِبْنَتَہٗ وَ حَمَلَنِیْ اِلٰی دَارِ الْھِجْرَۃِ انھوں نے شادی کی میری اپنی لڑکی سے اور اُنھوں نے مجھے مدینہ منورہ تک سفر کرایا وَصَحِبَنِیْ فِی الْغَارِ اور غار میں میرے ساتھ رہے وہاں رہنا بہت خطرناک کام تھا۔ ویسے ہی خطرناک سانپوں والی غیر آباد جگہ بھی تھی اور اَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَّالِہٖ حضرت بلال کو آزاد کیا اپنے مال سے۔

تربیت کا عملی ثبوت

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خرید لیا تھا۔ چند روز بعد حضرت بلال نے کہا کہ آپ نے اگر مجھے لیا ہے اپنے کام کے لیے تو کام بتائیں اور اگر کام کے لیے نہیں لیا ہے خدا کے لیے لیا ہے تو مجھے چھوڑیں تو اُنھوں نے آزاد کر دیا، لیا ہی اِس تھا کہ مالک اُنھیں تنگ کرتا تھا۔ طرح طرح پریشان کرتا تھا تو حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح طرح تعریف فرمائی ہے یہ فرمایا کہ میرے بعد اگر تم اُنھیں امیر بناؤ گے تو اُنھیں ایسا پاؤ گے۔

حضرت عمر رضؓ کی تعریف

اِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ تَجِدُوْہُ قَوِیًّا اَمِیْنًا لَایَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ اگر اُن کو بناؤ گے امیر تو تم دیکھو گے کہ وہ بہت قوی ہیں بڑے قوی ثابت ہوں گے۔ امین نہایت امانت دار، لَایَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ خدا کے دین کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کے بارے میں اُنھیں پروا نہ ہوگی خوف ہی نہ ہو گا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دَور میں واقعہ اسی طرح ہُوا کوئی کچھ کہتا رہے اُن کو اِس کا خیال نہیں ہوتا تھا۔

حضرت عمر رضؓ کا دبدبہ و ہیبت

اُن کے بارے میں مشہور ہے کہ جب وہ بیت المقدس پہنچے ہیں تو وہاں ان کی باری آئی ہُوئی تھی کہ جو خادم ہو وہ سوار ہو اور یہ پیدل چلیں تو اسی طرح سے وہ پیدل بیت المقدس پہنچے تو اُنھوں نے حضرت عمر رضؓ کی شکل اور اپنی کتابوں میں پہلے سے موجود علامات دیکھ کر بغیر لڑے دروازہ کھول دیا۔ تو اُنھیں کوئی پروا نہیں تھی وہ خطبہ دے رہے تھے اور پیوند لگے ہوئے تھے۔ کسی کا کوئی خیال ہی نہیں تھا کہ کوئی مجھے کیا کہے گا۔

وہاں بغیر پہرے دار کے رہے دُشمنوں نے فائدہ اُٹھانا چاہا مگر ہمت نہ پڑی

وہاں رہتے تھے اور کوئی پہرہ دار نہیں

تھا۔ لوگ باہر سے وہاں پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اکیلے پایا اور بدنیتی بھی کی ہے کچھ لوگوں نے کہ خلیفہ وقت ہے، تنہا ہی رہتا ہے بغیر انتظامات کے رہتا ہے اور اسی ارادہ سے ایک شخص گیا تھا وہاں تو ہمت نہیں ہوئی قدرتی رعب اس قدر زیادہ تھا کہ وہ مُسلمان ہوگیا بجائے اِس کے کہ کوئی اُن کو نقصان پہنچاتا تو یہ قوت تھی، یہ خُدا کی دی ہُوئی تھی جو اُن کے اندر بھی تھی اور باہر بھی تھی زبان پر بھی تھی گفتگو میں بھی تھی، جو وہ کہہ دیں بس وہ ہی چلتا تھا اُس کے خلاف کیا نہیں جا سکتا تھا۔

حضرت عمرؓ میں آرام طلبی بالکل نہ تھی

اور بالکل آرام طلبی نہیں آنے دی اپنے کام میں خاص طور پر کہ رعایا اور حکام کے درمیان نہ اُن کا آرام طلب ہونا حائل ہُوا اور رعایا اور حکام کے درمیان سنتری وغیرہ بھی حائل نہ ہوں تو اپنے یہاں منع فرما دیا تھا کہ کوئی میرا گورنر سنتری نہ رکھے۔ حالانکہ دُشمنیاں چلی ہوئی تھیں۔

اسلام کے زبردست اثرات اور حضرت ابو عبیدہؓ کا کفّار سے اچھا معاملہ اور اسکا نتیجہ

اُس علاقہ کو فتح کیا تھا اُنھوں نے اپنے حکمران بھیجے تھے مگر اسلام پر اگر آپ غور کریں اور تعلیمات کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ جب یہ پھیلتا ہے اور ہر شعبۂ زندگی میں پھیلتا ہے تو اُس کا اثر بڑا زبردست ہوتا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جو علاقہ فتح کر لیا تھا تو پھر اُس علاقے سے پیچھے ہٹنا پڑا وہ لوگ (کفّار) آئے اور اُنھوں نے کہا کہ ہمارے پیسے جو ہم دے چکے ہیں آپ کو، جان اور مال کی حفاظت کے لیے وہ واپس کر دیں تو اُنھوں نے واپس کر دیے، تو اُن لوگوں نے کہا کہ اگر وہ (کافر) حکمران ہوتے ہر قل وغیرہ تو ہمارے پیسے کبھی واپس نہ کرتے کھا جاتے تو یہ سارے علاقے جو فتح ہوئے یہ مُسلمانوں کے اخلاق اور قانُون کے لحاظ سے بہترین معاملات کی وجہ سے اُنھوں نے دُشمنی نہیں نکالی ورنہ کوئی حاکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زندہ رہ ہی نہیں سکتا تھا مار ہی ڈالتے یہ لوگ، اور یہ نہیں تھا کہ اُس زمانے میں پہرے نہیں ہوتے تھے باڈی گارڈ نہیں ہوتے تھے، سب کچھ ہوتا تھا اور نچلی سطح تک ہوتا تھا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا نہیں کیا اور وہی (دُشمنوں کا) علاقہ فتح ہُوا ہے اُسی علاقہ پر اپنا حاکم آیا ہے۔ بغیر حفاظت کے رہ رہا ہے۔ بغیر نگران کے رہ رہا ہے۔

فوری انصاف اور قوانین پر عمل کا فائدہ

تو معلوم یہ ہُوا کہ اگر اُصول و قوانین پر پُوری قوم عمل کرنے لگے اور فوری انصاف کے ساتھ ہو تو پھر کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، حالانکہ دُشمنی تازہ تازہ تھی فتح تازہ تھی وہ دیکھتے ہیں کہ حکمران ہوتے ہیں محافظ ہوتے ہیں سب

کچھ ہوتا ہے' اِس کو مارو اس کو مارو، دوسرے کو مارو تیسرے کو مارو جو آئے مارے جاؤ، مگر یہاں کچھ بھی نہیں ہُوا اور کسی نے بھی کچھ نہیں کیا تو اگر سب ایسے ہی ہونے لگیں تو پھر بالکل ٹھیک ہی رہتا ہے نظام، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آرڈر تھا کہ بالکل آرام طلبی نہ ہو تمہارے اندر بلکہ دروازہ بھی نہ ہو تمہارے آگے، اُنھوں نے کہا کہ موٹا کپڑا پہنو اور یہ کرو اور یہ کرو، بالکل چُست رہو سُست نہ رہو اور دیر بالکل نہ لگے جو انصاف کے لیے آئے فوراً اُس کا کام کرو اور ٹھیک طرح کرو۔ جب فوراً انصاف مل جائے ختم ہو جاتا ہے قصّہ، جھگڑے نہیں رہتے۔

لڑائی جھگڑوں کی وجہ

جھگڑے تو ہوتے ہی اِس لیے ہیں کہ وہ سمجھتا ہے کہ مَیں جھگڑلوں گا اور مار لوں گا اور پھر بھی بچ جاؤں گا۔ حق تلفی بھی کرلوں گا اور پھر بھی بچا رہوں۔ داد رسی بہت دیر میں ہوگی۔ یہ بات تھی ہی نہیں اُن میں۔ ارشاد فرمایا: تَجِدُوْہُ قَوِیًّا اُنھیں تم بہت قوی پاؤ گے اور امانت دار پاؤ گے

آج کے ہمارے حکمران امین نہیں ہوتے

جتنے بھی آتے ہیں ہمارے حکمران وہ سمجھتے ہیں کہ یہ موقع پھر کب آئے گا اور آیا ہُوا موقع چھوڑنا یہ بیوقوفی ہے تو اِس طرح وہ عقل مندی کا ثبوت دیتے ہیں اور اپنے لیے آگے تک کا انتظام کر لیتے ہیں۔ جائز ناجائز اور طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے یہ امین ہونا نہیں ہے۔ امین ہونا یہی ہے کہ اپنے لیے نہ ہو۔ ان میں تو مجھے ضیاالرحمٰن (بنگلہ دیش کا حکمران) بہت پسند آیا، جب انتقال ہُوا ہے اُس کا جب وہ شہید ہُوا ہے اُس کے پاس کل چالیس ہزار ٹکے نکلے، کل مال اُس کے پاس اتنا تھا وہ بالکل ٹھیک آدمی معلوم ہوتا تھا، لیکن اُسے پھر گوارا نہیں کیا گیا۔ سازشوں کا شکار ہو گیا۔ تو اس طرح لوگ اگر ہوں تو جیسا وہ تھا اِسی طرح اگر اور حکام ہونے لگے تو پھر حالات تبدیل ہو جائیں گے۔ نیچے تک اثر پڑتا ہے اور سب کا ایک رنگ ہو تو نیچے تک اثر پڑتا ہے یہ نہیں کہ اُس دَور میں پڑتا تھا بلکہ اس دَور میں بھی پڑتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ لَا یَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ خدا کے احکام کے بارے میں اُنھیں کسی کی پروا نہیں، کوئی اچھا کہے تو ٹھیک، بُرا کہے تو ٹھیک وہ اپنا کام جو خدا کا حکم ہے وہ کرکر چھوڑیں گے، اُن کا یہ مزاج تھا تو واقعی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جب دَور آیا ہے تو اُنھوں نے اسی طرح سے کیا ہے اُنھیں کسی کی کوئی پروا نہیں تھی صرف خُدا پر اور اُس کے احکام پر نظر رکھتے تھے اور ذرا دیر بھی نہیں کرتے تھے

خُدا کے حکم کو پُورا کرنے میں

حضرت عمر رضؓ نے اپنے بہنوئی کو حد لگا دی

اپنے بہنوئی کو بُلالیا اُن پہ اعتراض ہُوا کہ اُنھوں نے شراب پی ہے۔ نشے کی حالت میں پائے گئے تھے اور وہ اہلِ بدر میں سے تھے، قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ سے پُوچھا کہ بھائی تم نے یہ کیا کیا، پھر تحقیقات کرائیں گھر میں سے کہ یہ پیتے ہیں شراب یا نہیں اُنھوں نے کہا کہ ہاں پی لیتا ہُوں وہ قرآن میں آیا ہے کہ متقی آدمی اگر کچھ کھا پی لے تو کچھ حرج نہیں تو آپ یہ فِيمَا طَعِمُوٓا اذا ما اتقوا و آمنوا ثم اتقوا و احسنوا واللہ یحب المحسنین تقوٰی بھی اور اچھائی بھی کرتے ہوں ایسے لوگ اگر کچھ کھا پی لیں تو اُس میں کوئی حرج نہیں ہے لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ، اور ایمان اور عمل صالح کرتے ہوں جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوٓا جو وہ کھالیں اُس میں کوئی حرج نہیں۔

حد کے ساتھ ساتھ علمی غلطی کی اصلاح بھی فرمائی

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اس کا مطلب سمجھنے میں غلطی کر رہے ہو۔ اِنِ اتَّقَیْتَ لَاجْتَنَبْتَ اگر آپ تقوٰی کرتے تو اِس حالت سے بچتے کہ نشہ کی نوبت آتی، نشہ کی حالت ہرگز نہ آنے دیتے یہ تو آپ نے تقوٰی خود چھوڑا ہے جب نشہ کی حالت آئی تو تقوٰی چھوٹ گیا آپ کا،

اسلام میں موت سے کم درجہ کی سزا بیماری کی حالت میں مؤخر کر دی جاتی ہے جب صحّت ہو جائے تو جاری کی جاتی ہے

اس وقت اُن کی طبیعت خراب تھی لہٰذا اُنھوں نے چھوڑ دیا اور ہاتھ بھی نہیں لگایا اور یہ قاعدہ ہے، اسلامی اُصول ہے اسلامی قانون ہے یہ، لیکن پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیال آیا کہ اگر میں مر گیا اور انھیں حد نہ لگائی مَیں نے تو گویا خُدا کی حد میں کوتاہی کی تو ایک دو دن بعد بلوایا اور حد لگوائی، اَب تھے تو وہ بہت بڑے آدمی۔ بہرحال غلطی ہر آدمی سے ہوسکتی ہے اور بہنوئی بھی تھے حضرت عمر رضؓ سے خفا ہوگئے، حج کیا ہے حج سے جب واپس آرہے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ صَالِحْ اَخَاكَ قُدَامَةَ، صُلح کرو فَاِنَّهٗ اَخُوْكَ وہ تمہارے بھائی ہیں، بلوایا اور بُلا کر پھر اُن سے صلح صفائی کی۔

صلح صفائی کا مطلب؟

صلح صفائی کا مطلب یہ تھا کہ وجہ بتا دی کہ مَیں نے جو تمھیں سزا دینے میں اور حد جاری کرنے میں جلدی کی ہے تو اُس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے یہ خیال آیا کہ

یں آخرت میں کیا جواب دوں گا۔ خدا کی بارگاہ میں اور اِس کے سوا یہ کہ کوئی غصہ ہو یا تمہیں پریشان کرنا مقصود ہو یہ بالکل نہیں تھا، صرف یہ خیال تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ـــــ قوی بھی تھے امین بھی تھے لَا یَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ، بہرحال اُن کی صفائی ہوگئی حضرت قدامہ ابنِ مظعون رضی اللہ عنہ سے بہرحال بڑے آدمی ہیں اہلِ بدر میں سے ہیں اہلِ بدر جو ہیں اُن کی بخشش کی بشارت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار دی ہے تو ان سے یہ غلطی ہو رہی ہوگی (آیت کا مطلب) سمجھنے میں اس بہانے خُدا نے دُنیا میں اُن کی غلطی کی اصلاح کرائی تھی تو یہ واقعہ پیش آگیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کو بُلا لیا وہ بحرین میں رہتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے وہاں عامل تھے، تو لَا یَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ کسی کی اُن میں پروا نہیں تھی کوئی کیا کہے گا۔ رشتہ دار ہیں بہنوئی ہیں یہ ہیں یا بہنوئی رہے تھے کچھ کہتا رہے انہیں کوئی اس کا خیال نہیں تھا، لَا یَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ یہ ایک مقام تھا اُن کا، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آخرت میں اُن کا ساتھ نصیب فرمائے۔ (آمین)

عُمدہ اور فینسی جِلد سازی کا عظیم مرکز

نفیس بُک بائنڈرز

ہمارے یہاں ڈائی دار اور لیمینیشن والی جلد بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے

نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی بکس والی جلد بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے

مُناسب نرخ پر معیاری جلد سازی کے لئے رجوع فرمائیں

۱۶۔ ٹیپ روڈ نزد گھوڑا ہسپتال لاہور فون 7322408